AFKĀR *Journal of Islamic & Religious Studies*
Volume 4, Issue 1, June 2020, PP: 35-48
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; hjrs.hec.gov.pk

Scan for download

عصرِ حاضر میں معاشرے کی روحانی واخلاقی اصلاح: قِصَصِ الحدیث سے راہ نمائی

Spiritual and Ethical Reforms of Contemporary Societies in the Guidance of Prophetic Narrations

Syed Hamid Farooq Bukhari[*]
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Pakistan

ARTICLE INFO

Article History:
Received 15April 2020
Revised 04 June 2020
Accepted 15 June 2020
Online 30 June 2020

DOI:

Keywords*:*
Reforms,
Spiritual Intelligence
Islamic Frame,
Religious Concerns,
Ethical Reforms.

ABSTRACT

The comprehension of the ḥadith helps discover several theoretical precepts and principles of Islamic spiritual reforms that shapes a Muslim's life. Narrations recounted in aḥadith deal with various spiritual, moral and religious concerns. Regardless of era, basic societal issues stand similar and Prophetic narrations serve as a remedial measure of these matters. This paper assesses the stance of the ḥadith on spiritual intelligence and societal traditions. Besides, the research draws on a few examples that effectively underline the outlook of ḥadith on the topic of spiritual and ethical reforms. The paper concludes that ethical and spiritual intelligence and reforms developed in agreement with an Islamic frame can bring a positive reform in society.

[*] Author's email: hamid.farooq@uog.edu.pk

CC BY

تمہید

انسان فطرتی طور پر قصص وحکایات میں رغبت رکھتا ہے۔انبیاء، اولیا، اور علماء سے عوام الناس تک قصص وحکایات کے رجحانات واضح رہے ہیں اور انہوں نے دیگر دلائل کے ساتھ ساتھ قصص وحکایات کے ذریعہ پیغام رسانی اور دروس وعبر کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہاں تک کے قرآن وسنت کا منہج واسلوب بھی قصص وحکایات سے رغبت رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ نے گزشتہ اقوام کے متعلق فرمایا:

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ۔[1]

ترجمہ: یقیناً ان کے قصوں میں عقل والوں کے لیے عبرت ہے۔

اللہ تعالی کی یہ سنت ہے کہ قرآنِ کریم میں جا بجا قصص وواقعات بیان فرمائے اور پھر ان قصص وواقعات سے عبرت پکڑنے اور نصیحت حاصل کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ فطری طور پر بھی انسان قصص وواقعات سننے سنانے میں خاصی دلچسپی رکھتا ہے کیونکہ اس طرح کسی چیز کو سمجھنے اور سیکھنے یا اس سے نتیجہ اخذ کرنے میں بہت زیادہ مدد ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قصص القرآن کے موضوع پر اہل علم نے کثیر علمی مواد ہمارے لیے چھوڑا ہے اور اس موضوع پر تاحال کام جاری ہے۔ قصص القرآن کی طرح قصص الحدیث کا موضوع بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔ لیکن افسوس کہ یہ موضوع زیادہ توجہ کا مرکز نہ بن سکے اور اس پر خاطر خواہ کام نہیں ہو سکا۔ جس طرح قرآنی قصوں سے سبق حاصل کیا جاسکتا ہے اسی طرح احادیث میں بیان کردہ قصوں سے بھی بہت کچھ سیکھا جاسکتا ہے۔ بس ضرورت اس امر کی ہے کہ اس موضوع پر بھی توجہ دی جائے اور لوگوں کو احادیث میں وارد قصوں سے آگاہ کیا جائے تاکہ قصص الحدیث سے بھی اکتسابِ فیض کیا جاسکے اور ناآشنا افراد کے لیے ہدایت کی نئی نئی راہیں آشکار ہوں۔ احادیث میں وارد قصوں اور واقعات سے موجودہ دور کے بہت سے مسائل کا حل تلاش کیا جاسکتا ہے۔ حکمرانوں کے لیے قیادت کے اصول، باغبانوں کے لیے باغبانی کے اصول، اساتذہ کے لیے تعلیم کے اصول سیاستدانوں کے لیے سیاسی اصول، اطباء کے لیے طب کے اصول اور اہلِ خانہ کے لیے خانہ داری کے اصول۔ اسی طرح مزدور کے لیے مزدوری کے اور افسر کے لیے انتظامی اصول، تاجر کے لیے تجارت کے اور عابد کے لیے عبادت کے۔ الغرض مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کے لیے ان سے متعلق اصول وضوابط مرتب کئے جاسکتے ہیں۔ قصص الحدیث کی اسی اہمیت وضرورت کے پیشِ نظر یہ موضوع اختیار کیا گیا ہے۔ اور اس موضوع پر مختلف زاویوں سے روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

جس طرح قرآن مجید میں دروس وعبر کے لیے قصص کو مرجع بنایا گیا ہے، اسی طرح احادیث رسول ﷺ میں بھی قصص کا ذکر ملتا ہے۔ احادیث نبویہ ﷺ میں کچھ ایسے قصص ہیں جو عہد رسالت سے تعلق رکھتے ہیں اور کچھ قصص ایسے بھی ہیں جو پہلے انبیاء اور ان کی اقوام سے متعلق ہیں۔ جس طرح نبی کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے جریج نامی شخص کا قصہ بیان فرمایا:

كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: جُرَيْجٌ، فَأَنْشَأَ صَوْمَعَةً، فَجَعَلَ يَعْبُدُ اللَّهَ فِيهَا فَأَتَتْهُ أُمُّهُ ذَاتَ يَوْمٍ، فَنَادَتْهُ، فَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهَا، ثُمَّ أَتَتْهُ يَوْمًا ثَانِيًا فَنَادَتْهُ فَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهَا، ثُمَّ أَتَتْهُ يَوْمًا ثَالِثًا، فَقَالَ: صَلَاتِي وَأُمِّي، فَقَالَتِ: اللَّهُمَّ لَا تُمِتْهُ أَوْ يَنْظُرَ فِي وُجُوهِ الْمُومِسَاتِ، قَالَ: فَتَذَاكَرَ بَنُو إِسْرَائِيلَ يَوْمًا جُرَيْجًا، فَقَالَتْ بَغِيٌّ مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيلَ: إِنْ شِئْتُمْ أَنْ أَفْتِنَهُ فَتَنْتُهُ، قَالُوا: قَدْ شِئْنَا، قَالَ: فَانْطَلَقَتْ فَتَعَرَّضَتْ لِجُرَيْجٍ، فَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهَا، فَأَتَتْ رَاعِيًا كَانَ يَأْوِي إِلَى صَوْمَعَةِ جُرَيْجٍ بِغَنَمِهِ فَأَمْكَنَتْهُ نَفْسَهَا فَحَمَلَتْ فَوَلَدَتْ غُلَامًا، فَقَالَتْ: هُوَ مِنْ جُرَيْجٍ، فَوَثَبَ عَلَيْهِ قَوْمٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَضَرَبُوهُ، وَشَتَمُوهُ، وَهَدُّوا صَوْمَعَتَهُ،فَقَالَتْ: هُوَ

مِنْ جُرَيْجٍ، فَوَثَبَ عَلَيْهِ قَوْمٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَضَرَبُوهُ، وَشَتَمُوهُ، وَهَدُّوا صَوْمَعَتَهُ، فَقَالَ لَهُمْ: مَا شَأْنُكُمْ؟ قَالُوا: زَنَيْتَ بِهَذِهِ الْبَغِيِّ، فَوَلَدَتْ غُلَامًا، قَالَ: وَأَيْنَ الْغُلَامُ؟ قَالُوا: هُوَ ذَا.قَالَ: فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَتَى الْغُلَامَ فَضَرَبَهُ بِإِصْبَعِهِ، فَقَالَ لَهُ: يَا غُلَامُ، مَنْ أَبُوكَ؟ قَالَ: فُلَانٌ الرَّاعِي، قَالَ: فَوَثَبُوا يُقَبِّلُونَ رَأْسَهُ، قَالُوا لَهُ: نَبْنِي صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ: لَا حَاجَةَ لِي فِي ذَلِكَ ابْنُوهَا مِنْ طِينٍ كَمَا كَانَتْ۔[2]

ترجمہ: بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا، جس کو جریج کہا جاتا تھا، وہ ایک عبادت گزار آدمی تھا، اس نے ایک عبادت خانہ بنایا ہوا تھا، جس میں وہ نماز پڑھتا تھا۔ جریج کی ماں آئی اور وہ نماز میں تھا، اس کی ماں نے کہا: اے جریج! لیکن جریج نے جواب نہ دیا۔ پھر اگلے دن آئی تو وہ نماز پڑھ رہا تھا، تو وہ کہنے لگی: اے جریج! جریج نے جواب نہ دیا۔ پھر تیسرے دن اسکی ماں آئی، تو وہ نماز پڑھ رہا تھا، تو وہ کہنے لگی: اے جریج! جریج نے جواب نہ دیا۔ (اور دل میں کہا) یااللہ (ایک طرف) میری نماز اور (ایک طرف) میری ماں۔ پھر اس کی ماں نے کہا: اے اللہ جب تک جریج فاحشہ عورتوں کا چہرہ نہ دیکھ لے اس وقت تک اسے موت نہ دینا۔

بنی اسرائیل (کے لوگ) جریج اور اس کی عبادت کا بڑا تذکرہ کرتے تھے، بنی اسرائیل کی ایک سرکش عورت تھی، وہ کہنے لگی کہ اگر تم چاہتے ہو تو میں جریج کو فتنے میں مبتلا کر دوں؟ انہوں نے کہا: یہی تو ہم چاہتے ہیں۔ وہ عورت جریج کی طرف گئی لیکن جریج نے اس عورت کی طرف توجہ نہ کی۔ ایک چرواہا جریج کے عبادت خانے میں رہتا تھا، اس عورت نے اس چرواہے کو اپنی طرف بلایا۔ اس چرواہے نے اس عورت سے اپنی خواہش پوری کی، جس سے وہ عورت حاملہ ہو گئی، تو جب اس عورت کے ہاں ایک لڑکے کی پیدائش ہوئی تو اس نے کہا: یہ جریج کا لڑکا ہے (یہ سن کر) لوگ جریج پر ٹوٹ پڑے اور مارنا اور گالی گلوچ کرنا شروع کر دیا، انہوں نے جریج کے عبادت خانہ کو گرا دیا۔ جریج نے کہا: تم لوگ یہ سب کچھ کس وجہ سے کر رہے ہو؟ لوگوں نے اس سے کہا: تو نے اس سرکش عورت سے بدکاری کی ہے اور تجھ سے لڑکا پیدا ہوا ہے۔ جریج نے کہا: وہ بچہ کہاں ہے؟ تو لوگ اس بچے کو لے کر آئے۔ جریج نے نماز پڑھی، پھر وہ نماز سے فارغ ہو کر اس بچے کے پاس آیا اور اس بچے کو انگلی سے ٹھوکر لگائی اور کہا: اے لڑکے تیرا باپ کون ہے؟ اس لڑکے نے کہا: فلاں چرواہا (میرا باپ ہے)۔ پھر لوگ جریج کی طرف متوجہ ہوئے، اس کو بوسہ دینے لگے اور اسے چھونے لگے اور کہنے لگے کہ ہم آپ کے لیے سونے کا عبادت خانہ بنا دیتے ہیں۔ جریج نے کہا: نہیں مجھے اس میں کوئی دلچسپی نہیں ہے بل کہ تم اسے اسی طرح مٹی کا بنا دو۔ پھر لوگوں نے اسی طرح بنا دیا۔

روحانی واصلاحی پہلو

اس قِصَّہ سے مندرجہ ذیل روحانی واصلاحی پہلو حاصل ہوتے ہیں:

ادب کا تقاضا

ادب کا تقاضا یہ ہے کہ جب کسی کے پاس ملنے یا کچھ کہنے جائیں اور اس کو کسی شغل کی وجہ سے فرصت نہ ہو، مثلاً قرآن کی تلاوت کر رہا ہے، یا وظیفہ پڑھ رہا ہے، یا قصداً مقام خلوت میں بیٹھا کچھ لکھ رہا ہے، یا سونے کے لیے آمادہ ہے، یا قرائن سے اور کوئی ایسی حالت معلوم ہو، جس سے غالباً اس شخص کی طرف متوجہ ہونے سے اس کا حرج ہو گا، یا اس کو گرانی وپریشانی ہو گی، ایسے وقت میں اس سے کلام وسلام مت کرنا چاہیے، بلکہ یا تو چلے جانا چاہیے اور اگر بہت ہی ضرورت کی بات ہو، تو مخاطب سے پہلے پوچھ لینا چاہیے کہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں، پھر اجازت کے بعد کہہ

دے، اس سے تنگی نہیں ہوتی اور یا پھر فرصت کا انتظار کرنا چاہیے، جب وہ فارغ ہو جائے، تو مل لینا چاہیے۔ یہ حکم تمام کو عام ہے، ہاں اگر پھر بھی کسی فوراً کام کے پیش نظر (نہ کہ جان بوجھ کر عبادتِ خداوندی سے روکنے کی غرض سے) والدین کوئی کام کہتے ہیں، تو ان کی اطاعت کرنا اور ان کا خیال رکھنا لازم وضروری ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات بوقت عبادت بھی انکی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ سے درس ملتا ہے۔

والدین کی نافرمانی کا عبرتناک انجام

والدین کے ساتھ ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے، ماں باپ کی نافرمانی دوزخ کے دروازہ کھلنے کا ذریعہ ہے، ماں باپ کی بددعا بڑے سے بڑے متقی کو آفت میں ڈال دیتی ہے۔ جیسا کہ حدیث مذکورہ میں جریج اسرائیلی نے نماز کی وجہ سے ماں کی پکار کا جواب نہ دیا، تو مصیبت میں پھنس گیا، کہ اسے زنا کی تہمت لگی، لوگوں نے مارا، اگرچہ پھر اپنی نیکیوں کی وجہ سے نجات پاگیا کہ شیر خوار بچے نے اس کی پاکدامنی کی گواہی دی، جس سے اس کی گئی ہوئی عزت واپس آئی، مگر ماں کی ناخوشی نے اپنا رنگ دکھادیا، ماں باپ کی نافرمانی ان کی بددعا سے رب کی پناہ، کیونکہ حدیث مبارکہ ہے:

> وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ أَصْبَحَ مُطِيعًا لِلَّهِ فِي وَالِدَيْهِ أَصْبَحَ لَهُ بَابَانِ مَفْتُوحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا. وَمَنْ أَمْسَى عَاصِيًا لِلَّهِ فِي وَالِدَيْهِ أَصْبَحَ لَهُ بَابَانِ مَفْتُوحَانِ مِنَ النَّارِ وَإِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا۔ قَالَ رَجُلٌ: وَإِنْ ظَلَمَاهُ؟ قَالَ: وَإِنْ ظلماهُ وإن ظلماهُ وإِنْ ظلماهُ۔[3]
>
> ترجمہ: ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کے لیے اپنے ماں باپ کے بارے میں مطیع ہو گیا، تو اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھل جاتے ہیں، اگر ان (والدین) میں سے ایک ہو، تو پھر ایک دروازہ، اور جو اپنے والدین کے متعلق اللہ کا نافرمان ہو گیا، تو اس کے لیے آگ کے دو دروازے کھل جاتے ہیں، اگر (والدین میں سے) ایک ہو، تو ایک دروازہ، ایک شخص نے عرض کیا: اگرچہ وہ ظلم کریں؟ فرمایا: اگرچہ اس پر ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں۔

غیر محرم عورتوں سے پرہیز

غیر محرم عورتوں سے بچنا چاہیے، خاص کر مشتہات عورتوں کے بغیر شرعی ضرورت کے، تو نزدیک بھی نہیں آنا چاہیے۔ اگرچہ جریج نے فاحشہ کی طرف میلان نہ کیا، لیکن فاحشہ نے پھر بھی جریج اسرائیلی کو بدنام کیا، لہذا کسی غیر محرم عورت خصوصا جب وہ فاحشہ اور مشتہات ہو، کے پاس نہیں جانا چاہیے، کیونکہ عورت کا حسن شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔

زنا ایک لعنت

جریج کو بدنام کرنے والی عورت نے چرواہے سے زنا کیا، زنا ایک لعنت ہے، زنا کرنے والوں مردوں اور عورتوں کو نبی اکرم ﷺ نے خواب میں برہنہ جسم جلتے ہوئے تنور میں دیکھا کہ ان کو عذاب ہو رہا تھا۔[4]

چونکہ زانی اور زانیہ غیر کے سامنے ننگے ہوتے تھے، اس لیے انہیں دوزخ میں ننگا رکھا گیا، تاکہ اپنا یہ شوق پورا کریں۔ اس سے عصر حاضر کے فیشن پرست لوگ عبرت پکڑیں، جو نیم عریاں لباس میں باہر پھرتے ہیں، نیز انہوں نے دنیا میں آتش شہوت بے جا بھڑکائی، لہٰذا وہ بھڑکتی آگ میں جلائے گئے، شہوت اپنے محل پر خرچ ہو، تو نور ہے اور بے محل خرچ ہو تو نار۔ آخرت تو دور کی بات اگر اسلامی قانون کے حساب سے دنیا میں ہی زانی اور زانیہ کو سزا دی جائے، تو دیکھا جائے گا کہ وہ شادی شدہ ہیں یا نہیں، بصورت اول انکو رجم کر دیا جائے گا، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کے دور مبارک میں اس کی مثال ملتی ہے، بصورت دیگرا گر زناکار غیر شادی شدہ ہیں، تو اس کی بابت اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔[5]

ترجمہ: جو عورت بدکار ہو اور جو مرد بدکار ہو تو ہر ایک کو ان دونوں میں سے سو (سو) دُرّے لگاؤ اور تمھیں ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں (ذرا) رحم نہ آئے، اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور چاہیے کہ اہل ایمان کا ایک گروہ ان دونوں کی سزا کا مشاہدہ کرے۔

اس فعل (زنا) کا فاحش ہونا، کسی صاحب عقل سلیم پر مخفی نہیں۔ یہ حدیث پاک ملاحظہ ہو، اگر ذرا بھی کسی کو خلش ہو گی تو دور ہو جائے گی:

"عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: إِنَّ فَتًى شَابًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، ائْذَنْ لِي بِالزِّنَا، فَأَقْبَلَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ فَزَجَرُوهُ وَقَالُوا: مَهْ. مَهْ. فَقَالَ: ادْنُهْ، فَدَنَا مِنْهُ قَرِيبًا. قَالَ: فَجَلَسَ قَالَ: أَتُحِبُّهُ لِأُمِّكَ؟ قَالَ: لَا. وَاللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأُمَّهَاتِهِمْ. قَالَ:أَفَتُحِبُّهُ لِابْنَتِكَ؟ قَالَ: لَا. وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِبَنَاتِهِمْ. قَالَ:أَفَتُحِبُّهُ لِأُخْتِكَ؟ قَالَ: لَا. وَاللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأَخَوَاتِهِمْ. قَالَ:أَفَتُحِبُّهُ لِعَمَّتِكَ؟ قَالَ: لَا. وَاللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ. قَالَ:وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِعَمَّاتِهِمْ. قَالَ: أَفَتُحِبُّهُ لِخَالَتِكَ؟ قَالَ: لَا. وَاللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِخَالَاتِهِمْ. قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ وَقَالَ: اللهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ وَطَهِّرْ قَلْبَهُ، وَحَصِّنْ فَرْجَهُ۔ قَالَ: فَلَمْ يَكُنْ بَعْدُ ذَلِكَ الْفَتَى يَلْتَفِتُ إِلَى شَيْءٍ۔"[6]

ترجمہ: حضرت ابو امامہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ایک نوجوان نبی کریم (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہنے لگا: یارسول اللہ! (ﷺ) مجھے زنا کرنے کی اجازت دے دیجیے، لوگ اس کی طرف متوجہ ہو کر اسے ڈانٹنے لگے، اور اسے پیچھے ہٹانے لگے، لیکن نبی ﷺ نے اسے فرمایا: میرے قریب آ جاؤ، وہ نبی (ﷺ) کے قریب جا کر بیٹھ گیا، نبی (ﷺ) نے اس سے پوچھا: کیا تم اپنی والدہ کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، نبی (ﷺ) نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی ماں کے لیے پسند نہیں کرتے، پھر پوچھا: کیا تم اپنی بیٹی کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، نبی (ﷺ) نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی بیٹی کے لیے پسند نہیں کرتے، پھر پوچھا: کیا تم اپنی بہن کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، نبی (ﷺ) نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی بہن کے لیے پسند نہیں کرتے، پھر پوچھا: کیا تم اپنی پھوپھی کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، نبی ﷺ

نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی پھوپھی کے لیے پسند نہیں کرتے، پھر پوچھا کیا تم اپنی خالہ کے حق میں بدکاری کو پسند کروگے؟ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، نبی (ﷺ) نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی خالہ کے لیے پسند نہیں کرتے، پھر نبی (ﷺ) نے اپنا دست مبارک اس کے جسم پر رکھا اور دعاء کی کہ اے اللہ! اس کے گناہ معاف فرما، اس کے دل کو پاک فرما اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما، راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد اس نوجوان نے کبھی (زنا کے لیے) کسی کی طرف التفات بھی نہیں کیا۔

نبی اکرم ﷺ کے حکیمانہ اور شفقت بھرے انداز نے اس کے سامنے اس فعل کی قباحت کو بے نقاب کر کے رکھ دیا۔ اور شاید ان سطور کو جو بھی پڑھے گا۔ اس پر اس کی قباحت بالکل آشکار ہو جائے گی۔

زنا کے دوررس برے نتائج

زنا کے دوررس برے نتائج پر اگر نظر ڈالی جائے، تو واضح ہو گا کہ اس سے موذی بیماریاں بڑی کثرت سے پھیلتی ہیں۔ عورت کی عظمت کا چاند ماند پڑ جاتا ہے۔ عورت ماں کے تقدس اور بیٹی کی عظمت سے محروم ہو کر ایک بازاری جنس بن جاتی ہے۔ پھر اس فعل شنیع کے ارتکاب سے اس کی سیرت اور اس کی صحت بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ اور حرامی اولاد شفقت پدری سے محروم ہوتی ہے۔ سارے معاشرہ میں کبھی بھی عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھی جاتی، اس کی وجہ سے فتنہ و فساد کی چنگاریاں اٹھتی ہیں اور خاندانوں کے خاندان اس میں بھسم ہو کر رہ جاتے ہیں۔ چند لمحوں کی لذت طلبی کے لیے اتنی گراں قیمت ادا کرنا کون پسند کرتا ہے؟۔ انہیں قباحتوں اور روح کو زنگ لگانے والے نتائج کی وجہ سے ہی قرآن کریم نے فرمایا کہ اس فعل شنیع کا ارتکاب تو بجائے خود، اس کے قریب تک مت جاؤ، یعنی تمام وہ امور جو اس فعل کے ارتکاب پر اکساتے ہیں، ان سے باز رہنے کا تاکیدی حکم فرمایا۔ بھڑکتے تنگ اور چست لباس سے منع کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ تمام چیزیں جذبات کو اتنا مشتعل کر دیتی ہیں کہ کوئی لاکھ بچنا چاہے، بچ نہیں سکتا۔ اس لیے فرمایا:

"وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا۔"[7]

ترجمہ: اور بدکاری کے قریب بھی مت جاؤ، بے شک یہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی برا راستہ ہے۔

کیا حکیمانہ انداز ہے اور حقیقت کی کتنی موثر تصویر کشی ہے۔ اللہ تعالیٰ غور کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

یونہی ایک مقام پر آپ ﷺ نے قصہ بیان فرمایا:

"نَزَعَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ غُصْنَ شَوْكٍ عَنِ الطَّرِيقِ إِمَّا كَانَ فِي شَجَرَةٍ فَقَطَعَهُ فَأَلْقَاهُ وَإِمَّا كَانَ مَوْضُوعًا فَأَمَاطَهُ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ بِهَا فَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ."[8]

ترجمہ: ایک شخص نے جس نے کبھی کوئی بھلائی کا کام نہیں کیا تھا، کانٹے کی ایک شاخ راستے پر سے ہٹا دی، یا تو وہ شاخ درخت پر (جھکی ہوئی) تھی (آنے جانے والوں کے سروں سے ٹکراتی تھی)، اس نے اسے کاٹ کر الگ ڈال دیا، یا اسے کسی نے راستے پر ڈال دیا تھا اور اس نے اسے ہٹا دیا، تو اللہ اس کے اس کام سے خوش ہوا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔

روحانی واصلاحی پہلو

اس قصّہ سے مندرجہ ذیل روحانی واصلاحی پہلو حاصل ہوتے ہیں:

انسانیت کی خدمت میں کامیابی

ان احادیث مبارکہ سے یہ درس ملتا ہے کہ انسانیت کی خدمت کرنا اور انسانوں کو تکلیف دہ اشیاء سے محفوظ رکھنے کے لیے جدوجہد کرنا، نجات و کامیابی کا ذریعہ ہے۔ اس کی اہمیت صحیح مسلم کی اس حدیث سے بھی عیاں ہوتی ہے:

"عَنْ أَبِي ذَرٍّ،عَنِ النَّبِيِّﷺقَالَ:عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي حَسَنُهَاوَسَيِّئُهَا،فَوَجَدْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الْأَذَى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيقِ، وَوَجَدْتُ فِي مَسَاوِي أَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ، لَا تُدْفَنُ۔"[9]

''حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: میرے سامنے میری امت کے اچھے برے اعمال پیش کئے گئے، تو اچھے اعمال کی فہرست میں مجھے راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بھی نظر آیا اور برے اعمال کی فہرست میں مسجد کے اندر ایسا تھوکنا بھی نظر آیا، جسے مٹی میں نہ ملایا جائے۔''

لہذا رستہ سے کانٹا، ہڈی، اینٹ، پتھر، گندگی، غرضیکہ جس سے کسی مسلمان راہ گیر کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو، اس کو ہٹا دینا بھی نیکی ہے، جس پر صدقہ کا ثواب و نیکی کا کام ہے۔

اعمالِ صغیرہ میں اجر

سبحان اللہ! کیا رب تعالی کی مہربانیاں ہیں، جو نبی کریم ﷺ کے طفیل اس امت کو ملیں، وہ معمولی کام جن میں نہ خرچ ہو نہ تکلیف، ثواب کا باعث بن گئے، کسی کو راستہ بتا دینا، یا مسئلہ سمجھا دینا، بھی ثواب کا باعث ہو گیا۔ اللہ تعالی کا صدق دل سے شکر بجالانا چاہیے، جس نے چھوٹے چھوٹے کاموں میں بھی مومنین کے لیے بے حساب ثواب رکھا ہے۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے تین اشخاص کا قصہ بیان فرمایا:

إِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ: أَبْرَصَ وَأَقْرَعَ وَأَعْمَى، فَأَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا، فَأَتَى الْأَبْرَصَ، فقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: لَوْنٌ حَسَنٌ، وجلد حسن. قال: فأي المال أحب إِلَيْكَ قَالَ الْإِبِلُ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَالَ وَأُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَاءَ فقَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهَا.قَالَ وَأَتَى الْأَقْرَعَ فقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ شَعْرٌ حَسَنٌ وَيَذْهَبُ عَنِّي هَذَا الَّذِي قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ وَأُعْطِيَ شَعْرًا حَسَنًا قَالَ فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْبَقَرُ قَالَ فَأُعْطِيَ بَقَرَةً حَافِلَةً قَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهَا.قَالَ وَأَتَى الْأَعْمَى فقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ أَنْ يَرُدَّ اللَّهُ إِلَيَّ بَصَرِي فَأُبْصِرَ بِهِ النَّاسَ فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيْهِ بَصَرَهُ قَالَ فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْغَنَمُ قَالَفَأُعْطِيَ شَاةً وَالِدًا وَأُنْتِجَ هَذَانِ وَوَلَّدَ هَذَا فَكَانَ لِهَذَا وَادٍ مِنَ الْإِبِلِ وَلِهَذَا وَادٍ مِنَ الْبَقَرِ وَلِهَذَا وَادٍ مِنَ الغنم. قَالَ ثُمَّ أَتَى الْأَبْرَصَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ فقَالَ رَجُلٌ مِسْكِينٌ وَابْنُ سَبِيلٍ انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِي سَفَرِي فَلَا بَلَاغَ بِيَ الْيَوْمَ بِالَّذِي أَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيرًا أَتَبَلَّغُ بِهِ فِي سَفَرِي فقَالَ الْحُقُوقُ كَثِيرَةٌ فقَالَ كَأَنِّي أَعْرِفُكَ أَلَمْ تَكُنْ أَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ فَقِيرًا فَأَعْطَاكَ اللَّهُ الْمَالَ فقَالَ إِنَّمَا وَرِثْتُ هَذَا الْمَالَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ فقال إن كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللَّهُ إِلَى مَا كُنْتَ.قَالَ ثُمَّ أَتَى الْأَقْرَعَ فِي صُورَتِهِ فقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِهَذَا فَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ هَذَا فقَالَ إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللَّهُ إِلَى مَا كُنْتَ.وَأَتَى الْأَعْمَى فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ فقَالَ رَجُلٌ مِسْكِينٌ

وابن سَبِيلٍ انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِي سَفَرِي فقَالَ قَدْ كُنْتُ أَعْمَى فَرَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ بَصَرِي فَخُذْ مَا شِئْتَ ودع ما شئت فوالله لَا أَجْهَدُكَ الْيَوْمَ شَيْئًا أَخَذْتَهُ لِلَّهِ فقَالَ أَمْسِكْ مَالَكَ فَإِنَّمَا ابْتُلِيتُمْ فَقَدْ رُضِيَ عَنْكَ وسخط على صاحبيك.[10]

ترجمہ: بنی اسرائیل میں تین شخص تھے، ان میں ایک تو کوڑھی تھا، دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے ظاہر کرنا چاہا کہ یہ نعمت الٰہی کا شکر ادا کرتے ہیں یا نہیں؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا، وہ فرشتہ پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تمہیں کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ کوڑھی نے کہا کہ اچھا رنگ اور بہترین جسم۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ سن کر فرشتہ نے کوڑھی کے بدن پر ہاتھ پھیرا، چنانچہ اس کا کوڑھ جاتا رہا۔ اسے بہترین رنگ و روپ اور بہترین جلد عطا کر دی گئی۔ پھر فرشتہ نے پوچھا کہ اب تمہیں کونسا مال سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس شخص نے کہا: اونٹ۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کو حاملہ اونٹنیاں عطا کر دی گئیں، پھر فرشتے نے یہ دعا کی: اللہ تعالیٰ تمہارے اس مال میں برکت عطا فرمائے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تمہیں کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ گنجے نے کہا کہ بہترین قسم کے بال اور یہ کہ یہ چیز یعنی گنج پن سے نجات پا جاؤں، جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے گھن کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کا گنج جاتا رہا، نیز اسے بہترین قسم کے بال عطا کر دیئے گئے۔ پھر فرشتہ نے اس سے پوچھا کہ اب تمہیں کونسا مال سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس شخص نے کہا کہ گائیں، چنانچہ اسے حاملہ گائیں عطا کر دی گئیں اور فرشتہ نے اس کے لیے بھی دعا کی: اللہ تعالیٰ تمہارے اس مال میں برکت عطا فرمائے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تمہیں کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ اندھے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے میری بینائی دے تا کہ میں اس کے ذریعے لوگوں کو دیکھوں۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا: فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیرا اور اللہ تعالیٰ نے اسے بینائی عطا فرمادی، پھر فرشتے نے اس سے پوچھا کہ اب تمہیں کون سا مال سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: بکریاں، چنانچہ اسے بہت سی بچے دینے والی بکریاں عنایت فرمادی گئیں۔ اس کے کچھ عرصے کے بعد کوڑھی اور گنجے نے اونٹنیوں اور گائیوں کے ذریعے اور اندھے نے بکریوں کے ذریعے بچے حاصل کئے، گویا اللہ نے تینوں کے مال میں بے انتہا برکت دی، یہاں تک کہ کوڑھی کے اونٹوں سے ایک جنگل بھر گیا، گنجے کی گائیوں سے ایک جنگل بھر گیا اور اندھے کی بکریوں سے ایک جنگل بھر گیا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کے بعد فرشتہ پھر کوڑھی کے پاس اپنی اسی پہلی شکل و صورت میں آیا۔ اور اس سے کہنے لگا کہ میں ایک مسکین شخص ہوں، میرا تمام سامان سفر کے دوران جاتا رہا ہے، اس لیے آج منزل مقصود تک میرا پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ میں تم سے اس ذات کا واسطہ دیتا ہوں، جس نے تمہیں اچھا رنگ، بہترین جلد اور مال عطا کیا ہے، میرے سفر میں میری مدد کرو تا کہ میں اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاؤں (ایک اونٹ مانگتا ہوں تا کہ اس کے ذریعے میرا سفر پورا ہو جائے اور)، اس کوڑھی نے کہا کہ میرے اوپر حق بہت زیادہ ہیں (یعنی اس کوڑھی نے فرشتے کو ٹالنے کے لیے جھوٹ کہا کہ میرے اس مال کے حقدار بہت ہیں، اس لیے تمہیں کوئی اونٹ نہیں مل سکتا) فرشتے نے کہا کہ میں تمہیں

پہچانتا ہوں، کیا تم وہی کوڑھی نہیں ہو، جس سے لوگوں کو گھن آتی تھی اور تم محتاج و قلاش تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں بہترین رنگ وروپ کے ساتھ صحت عطا فرمائی اور مال سے نوازا، کوڑھی نے کہا کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ یہ مال تو مجھے اپنے باپ دادا کی طرف سے وراثت میں ملا ہے۔ فرشتے نے کہا کہ اگر تم جھوٹے ہو، تو اللہ تعالیٰ تمہیں اسی حالت کی طرف پھیر دے جس میں تم پہلے مبتلا تھے یعنی تمہیں پھر کوڑھی اور مفلس بنادے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر فرشتہ گنجے کے پاس اپنی پہلی سی شکل و صورت میں آیا اور اس سے بھی وہی کہا جو اس نے کوڑھی سے کہا تھا، چنانچہ گنجے نے بھی وہی جواب دیا، جو جواب کوڑھی نے دیا تھا، فرشتے نے گنجے سے بھی یہی کہا کہ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تمہیں ویسا ہی کر دے جیسا کہ تم پہلے گنجے اور محتاج تھے۔ نبی اکرم (ﷺ) نے فرمایا: اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس اپنی اسی پہلی شکل و صورت میں آیا اور اس سے بھی یہی کہا کہ میں ایک مسکین انسان اور مسافر ہوں، میرا تمام سامان سفر کے دوران جاتا رہا ہے۔ اندھے نے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ کہا کہ بے شک پہلے میں ایک اندھا تھا، اللہ تعالیٰ نے میری بینائی واپس کر دی ہے لہٰذا میری تمام بکریاں حاضر ہیں، اس میں تم جو چاہو لے لو اور جو نہ چاہو اسے چھوڑ دو، تم جو کچھ بھی لوگے اللہ کی قسم! میں تمہیں اس کو واپس کرنے کی تکلیف نہیں دوں گا۔ یہ سن کر فرشتے نے کہا کہ تمہیں تمہارا مال مبارک، تم اپنا مال اپنے پاس رکھو، مجھے تمہارے مال کی قطعا ضرورت نہیں ہے۔ اس وقت تو صرف تمہیں آزمائش میں مبتلا کیا گیا تھا، سو تم آزمائش میں پورے اترے، چنانچہ اللہ تعالیٰ تم سے راضی اور خوش ہوا اور تمہارے وہ دونوں بدبخت ساتھی (یعنی کوڑھی اور گنجا ناشکرے ثابت ہوئے)، اس لیے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض قرار پائے۔

روحانی واصلاحی پہلو

اس قِصّہ سے مندرجہ ذیل روحانی واصلاحی پہلو حاصل ہوتے ہیں:

احسان فراموشی ایک بد عملی

کبھی بھی احسان فراموشی نہیں کرنی چاہیے اور غمی وخوشی میں اپنے محسن کو یاد رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث مذکورہ میں شفا اور مال دے کر اور پھر کچھ مال طلب فرما کر ان لوگوں سے شکر کا امتحان لیا، لیکن شکر کا یہ امتحان خود رب تعالیٰ کے اپنے علم کے لیے نہیں ہوتا، کیونکہ اس کا علم تو ہر چیز کو محیط ہے، بلکہ دنیا والوں کے سامنے مثال قائم کرنے کے لیے ہوتا ہے، تاکہ لوگ ان واقعات سے عبرت پکڑیں۔

مقبولوں کے کمالات

حدیث سے معلوم ہوا کہ مقبولوں کے ہاتھ پھیرنے سے بیماریاں جاتی ہیں، مصیبتیں ٹل جاتی ہیں، بلکہ ان کے دھوون سے شفائیں ملتی ہیں، آبِ زمزم حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کی ایڑی کا دھوون ہے، جو تا قیامت شفاء ہے، حضرت ایوب علیہ الصلوۃ والسلام کے پاؤں کا غسالہ شفا تھا، رب تعالیٰ فرماتا ہے:

"ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هَذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ۔"[11]

ترجمہ: زمین پر اپنا پاؤں مارو، یہ نہانے کا بھی ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کا بھی (شفا حاصل ہو گی)۔

اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کا تکلیف کی جگہ ہاتھ رکھ کر فیض دینا جائز ہے اور عمل سلب امراض جائز ہے، یعنی چھو کر بیماری دور کر دینا، ان کی اصل یہی حدیث ہے کہ اس میں رب تعالیٰ نے فرشتہ کے واسطہ سے ان لوگوں کو شفا دی۔

فرشتے کا دیا ہوا مال حلال

اس حدیث سے یہ بھی درس ملتا ہے کہ اگر دست غیب میں فرشتے کے ذریعہ غیبی مال ملے، تو حلال ہے، اس کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ ہاں جنات کا لایا ہوا مال حلال نہیں کہ وہ اکثر دوسروں کا چوری کر کے لے آتے ہیں، فرشتہ نے اسے خیرات بھی دی اور دعا بھی، اس دعا کی برکت سے ہی اس کا مال بہت بڑھا، جوّاد مال بھی دیتے ہیں اور دعا بھی۔

مقبولِ خدا دافع البلاء ہیں

فرشتہ کے ہاتھ لگاتے ہی اندھے کی دونوں آنکھیں روشن ہو گئیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے مقبول بندے اللہ کے حکم سے دافع البلاء ہوتے ہیں۔ گنج، کوڑھ، اندھا پن سخت بلائیں ہیں، جو فرشتہ کے ہاتھ لگتے ہی جاتی رہیں، یوسف علیہ السلام کی قمیص یعقوب علیہ السلام کی سفید آنکھ پر لگی، تو آنکھ روشن ہو گئی، جب اطباء کی گولیاں اور جنگل کی جڑی بوٹیاں دافع امراض ہو سکتی ہیں، ایک شربت کا نام شربت فریادرس ہو سکتا ہے تو کیا اللہ کے محبوبوں کا درجہ ان چیزوں سے بھی کم ہے؟۔

ظاہر یہ ہے کہ فرشتہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا، کیونکہ شفا دینے کے لیے بیماری کی جگہ کو ہی چھوا جاتا ہے۔ حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتہ کے چھوتے ہی گنج بھی جاتی رہی اور کھال پر فوراً بال بھی اُگ آئے اور بڑھ بھی گئے، دوسروں کے بالوں سے زیادہ خوش نما تھے، جیسا کہ "حَسَنًا" کے لفظ سے معلوم ہو رہا ہے۔ غرقِ فرعون کے دن حضرت جبریل کی گھوڑی کی ٹاپ جہاں پڑتی تھی، وہاں سبزہ اگ آتا تھا، اسی خاک کو سامری نے سنبھال لیا، پھر فرعونی سونے کا بچھڑا بنا کر اس کے منہ میں ڈال دی، تو بچھڑے میں جان پیدا ہو گئی اور وہ چیخنے لگا۔

اپنی اصل یاد رکھ

حدیث مبارکہ سے درس ملتا ہے کہ ہر شخص کو اپنی اصلی فقیری اور گزشتہ مصیبتیں یاد ہونی چاہئیں کہ یہ شکر کا ذریعہ ہے اور بدنصیب ہے، وہ شخص جو عیش یا طیش میں اللہ کو بھول جائے اور کسی کے یاد دلانے پر جھوٹ بولے، جیسا کہ حدیث مبارکہ میں کوڑھی اور گنجے نے کیا۔

فقیروں کے بھیس میں صاحبِ دل

حدیث مذکورہ میں جو آیا ہے: "اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تمہیں ویسا ہی کر دے جیسا کہ تم پہلے تھے" یہ اگر مگر شک کے لیے نہیں، بلکہ امتحان ہی کے لیے ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ فرشتہ کی یہ بد دعا اسے لگی اور وہ پھر فقیر اور کوڑھی ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ فقیروں کے بھیس میں کبھی صاحبِ دل بھی آ جاتے ہیں، لہذا فقیروں سے بھی حسن سلوک سے کام لیا جائے۔

اول درجہ کی سخاوت

اندھے نے جو پیش کش کی کہ وہ جتنا چاہے، اس کے مال سے لے لے، یہ صدقہ فرضی نہ تھا، بلکہ نفلی تھا، کیونکہ صدقہ فرضی مقرر ہوتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سارا مال فقیر کے سامنے رکھ دینا، جتنا چاہے وہ لے لے، اول درجہ کی سخاوت ہے۔

نیکی کا ارادہ بذاتِ خود ایک نیکی

کوڑھی اور گنجے دونوں دنیوی واخروی غضب میں آگئے کہ ان کا مال بھی گیا اور صحت بھی اور رب تعالیٰ کی ناراضی ان سب کے علاوہ۔ سبحان اللہ ! ادھر اس نابینا کے پاس مال بھی رہا، آنکھیں بھی، مزید برآں خدا کی رضا بھی حاصل ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکی کا ارادہ بھی اچھا ہے، جیسا کہ اندھے سے صدقہ نہ لیا گیا، مگر چونکہ وہ دینے پر تیار ہو گیا تھا، اس لیے فائدہ پہنچ گیا۔

قصص الحدیث پر کام کی ضرورت

قصص القرآن، قصص الانبیاء اور قصص العرب کے موضوعات پر تو کافی مطبوعہ و غیر مطبوعہ مواد موجود ہے۔ جن کا مقصد محض قصے سنانا نہیں، بلکہ ان کے ذریعے درسِ عبرت دینا ہے، اور لوگوں کو پند و نصائح کرنا ہے۔ لیکن جس موضوع پر بہت کم قلم اٹھایا گیا ہے، وہ قصص الحدیث کا موضوع ہے۔ اس لیے قصص الحدیث ایک ایسا موضوع ہے، جس پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

چونکہ سلسلہ سندِ حدیث کو اہل علم کے ہاں بنیادی اہمیت حاصل رہی ہے، اس لیے احادیث میں ذکر کردہ قصص تاریخ کی بنسبت زیادہ مضبوط اور درست ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علماء نے اپنی کتب میں جزوی طور پر قصص سے دروس و عبر اور ترغیبات و ترہیبات کے حصول کے لیے حدیث نبوی ﷺ کی طرف زیادہ رجحان کیا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 international license.

حواشی وحوالہ جات

[1] القرآن 111:12۔

[2] امام محمد بن حبان بن احمد بن حبان،**الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان**،(بیروت:مؤسسۃ الرسالۃ،1408ھ)کتاب التاریخ،باب المعجزات،رقم الحدیث:6489۔

[3] ابو الحسن نور الدین ملا علی القاری،**مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح**،(بیروت:دار الفکر،1422ھ)،کتاب الادب،باب البر والصلۃ،رقم الحدیث:4943 ۔

[4] ابن حبان،**صحیح ابن حبان**،کتاب الرقائق،باب الخوف والتقوٰی،رقم الحدیث:655۔

[5] القرآن 02:24۔

[6] احمد بن حنبل،**مسنداحمد**،(بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ،1421ھ)،رقم الحدیث:22211۔

[7] القرآن 32:17۔

[8] ابن حبان،**صحیح ابن حبان**،کتاب البر والاحسان،فصل من البر والاحسان،رقم الحدیث:540۔

[9] مسلم بن حجاج،**الجامع الصحیح**،کتاب المساجدومواضع الصلٰوۃ،باب النہی عن البصاق فی المسجد فی الصلاۃ وغیرھا،رقم الحدیث:553۔

[10] ایضاً،باب ما جاءفی الطاعات وثوابہا،رقم الحدیث:314۔

[11] القرآن 42:38۔